سلسلہ
مواعظ حسنہ نمبر ۲۸

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

زیر سرپرستی: یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
042-6370371
042-6373310
جامعہ مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائد اعظم، لاہور پوسٹ بکس نمبر 2074 پوسٹ کوڈ نمبر 54000

ناشر: انجمن احیاء السنۃ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

زیرِ سرپرستی:

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

جامعہ مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیا گھر شاہراہ قائداعظم، لاہور

ناشر:

انجمن احیاء السنہ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔

سلسلہ اشاعت دعوۃ الحق ۲۸

نام کتاب ——————— علامات اہل محبت

تصحیح کتابت ——— حافظ سہیل احمد عثمانی (ایم اے) / حافظ محمد یونس (ایم ایس سی)

واعظ ——— عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر ——— انجمن احیاء السُنّۃ نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔

ملنے کے پتے

شعبۂ نشر و اشاعت خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ، اشرف المدارس

گلشنِ اقبال، بلاک نمبر 2، پوسٹ بکس نمبر 11182، کراچی 47 ۔ فون: 461658

● ڈاک کے ذریعہ مواعظ کی ترسیل صرف ان پتوں سے ہوتی ہے

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ ——— پوسٹ بکس نمبر: 2074

جامعہ مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیا گھر، لاہور ——— فون: 6370371-6373310

انجمن احیاء السُنّۃ نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔ پوسٹ کوڈ نمبر 54920

فون: 6861584 - 6551774

نگران اشاعت

عبد المقیم، خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

۳۲۔ راجپوت بلاک، نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔ فون: 6861584 - 6551774

فہرست

عرضِ مرتب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

احقر عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ عرض رسا ہے کہ عارف باللہ مرشدی و مولائی حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم ری یونین کے تیسرے سفر سے مورخہ ۲۸؍ ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۷؍ اپریل ۱۹۹۶ء بروز بدھ کراچی واپس تشریف لائے۔ احقر راقم الحروف بھی ہمراہ تھا۔ ہر جمعہ کو خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشنِ اقبال کراچی میں حضرت والا سے تعلق رکھنے والے علماء، صوفیاء و سالکین کا اجتماع ہوتا ہے چنانچہ سفر ری یونین سے واپسی کے بعد حضرت والا نے یہ پہلا وعظ ۳۰؍ ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۹؍ اپریل ۱۹۹۶ء بروز جمعہ خانقاہ مسجد اشرف کی محراب سے حسبِ معمول کرسی پر بیٹھ کر بیان فرمایا۔ سامعین کی تعداد تقریباً پانچ سو تھی۔

عجیب سحر انگیز بیان تھا جس میں حضرتِ والا نے قرآنِ پاک کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی علامات نہایت والہانہ انداز میں بیان فرمائیں اور بعض مسائل سلوک کو آیاتِ قرآنی سے مدلل فرماتے ہوئے اور الہامی مثالوں سے واضح فرماتے ہوئے اور آیاتِ قرآنیہ کے تفسیری نکات کی عاشقانہ تعبیر فرماتے ہوئے اہلِ محبت کی عظمتِ شان اور طریقِ محبت کی مرغوبیت و لذت کو اس طرح آشکار فرمایا کہ جس سے محبت سے ناآشنا جانیں بھی شکارِ محبت ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف اغب

مشتاق و بے قرار ہو جائیں اور بزبانِ حال حضرت مرشدی کی شان میں کہنے لگیں ؎

خدا گواہ کہ نا آشنائے درد یہاں
نگاہِ عشق سے بسمل بنائے جاتے ہیں
یہ وہ چمن ہے جہاں طائرانِ بے پَر و بال
بہ سوئے عرش بیک دم اُڑائے جاتے ہیں
خدا رکھے مرے ساقی کا مے کدہ آباد
یہاں پہ جامِ محبت پلائے جاتے ہیں

احقر میر عفا اللہ عنہ

وعظ کے بعد بہت سے حضرات نے فرمایا کہ آج ہم کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا وہ مزہ ملا جس سے ہم آشنا نہ تھے۔ احقر نے اس وعظ کو ٹیپ سے نقل کرکے مرتب کیا۔ بعض جگہ حوالے بھی درج کیے اور اس کا نام علاماتِ اہلِ محبت (قرآنِ پاک کی روشنی میں) تجویز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کا سایۂ عاطفت طویل مدت تک بخیر و عافیت ہمارے سروں پر قائم رکھیں اور قیامت تک حضرتِ والا کا فیض بصورت صدقۂ جاریہ باقی رکھیں اور اُمتِ مسلمہ کے لیے قیامت تک نافع بنائیں اور شرفِ قبول عطا فرمائیں۔ (آمین) رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ
خادم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال ۲، کراچی
مورخہ ۳؍ ذوالحجہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۳؍ اپریل ۱۹۹۶ء

علاماتِ اہلِ محبت

(قرآنِ پاک کی روشنی میں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ
بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (پ مائدہ)
(آیت ۵۴)

کفار سے دوستی کا انجام ارتداد ہے

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے گمراہی کے اسباب میں کہ مضر صحبتوں سے گمراہی کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں ارشاد فرمایا کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ یہودی اور عیسائی سے تجارت کر سکتے ہو لین دین کر سکتے ہو لیکن ان سے دوستی نہیں کر سکتے، ان کی محبت دل میں نہ ہو اور اگر دل سے محبت کی تو تمہارا ایمان ارتداد سے تبدیل ہو جائے گا، تمہارا ایمان سلامت نہ رہے گا۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا تھا کہ ایک آم کی شاخ ایک نیم کی شاخ سے متصل ہو گئی تو سارا آم کڑوا ہو گیا تو یہودی وعیسائی کی محبت، ہندو کی محبت، مشرک کی محبت اسی طرح اپنے نفس دشمن کی محبت ایمان کے لیے مضر ہے۔

نفس کفار سے بھی زیادہ خطرناک ہے

یہ بھی سوچئے، اہم بات ہے کہ بعض لوگ اپنے نفس دشمن کی خواہشات کو محبوب رکھتے ہیں۔ اس وقت ان کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبوبیت پر ان کے نفس دشمن کی محبوبیت غالب ہو جاتی ہے مگر اس وقت اس بے وقوف کو اپنی نالائقی کا احساس تک نہیں ہوتا جب وہ اُلو کی طرح بدنظری کرتا ہے اور یہ خیال تک نہیں آتا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور نفس دشمن کی گود میں جوتے کھا رہا ہوں۔ لہٰذا جتنے یہود و نصاریٰ مضر ہیں یہ نفس دشمن ان سے بھی زیادہ مضر ہے۔ دلیل کیا ہے؟ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارک ہے کہ ان اعداء عدوك فی جنبیك تمہارے سب دشمنوں سے بڑا دشمن عیسائی یہودی، ہندو کفار سے بھی بڑا دشمن تمہارا نفس ہے۔

نفس کی نہایت جامع تعریف

اب کوئی پوچھے کہ نفس کیا چیز ہے؟ ہمیں بتائیے کہ نفس کہاں رہتا ہے اس کا ٹھکانہ کیا ہے کہ اس کے کان پکڑ کر تین چار چپیت لگا دوں نفس کی تلاش کہاں کروں؟ تو نفس کی حقیقت اور نفس کی ماہیت کیا ہے اور نفس کیا شے ہے جس کو یاد کر لیجئے۔ کوئی بھی آپ سے پوچھے کہ یہ جو کہتے ہیں کہ نفس کو مٹاؤ، نفس کو مٹاؤ تو نفس کیا چیز ہے۔ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی

صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس نام ہے مرغوباتِ طبعیہ غیر شرعیہ یعنی طبیعت کی وہ خواہش جس کی شریعت اجازت نہ دیتی ہو، ہماری وہ خوشیاں جس سے اللہ تعالےٰ خوش نہ ہوتے ہوں اس کا نام نفس ہے۔ کیا کہیں ؎

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے

ہمارے نفس کی وہ خواہش جو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف ہو جب پیدا ہو تو کاش اس وقت ہمارا ہوش درست رہے، اس وقت ہمارے قلب و دماغ میں سلامتی رہے، اس وقت ہم پاگل نہ بنیں تو سمجھو کہ اللہ کی محبت غالب ہے ورنہ ہم نفس کے غلام ہیں۔

کفار سے معاملات جائز، موالات حرام

تو اللہ سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا کہ دیکھو تم یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی مت کرو۔ علامہ آلوسی نے اس کی تفسیر کی لِاَنَّ مُوَالَاۃَ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی تُوْرِثُ الْاِرْتِدَادَ یعنی یہود و نصارٰی کی دوستی تمہارے قلب میں مرتد و کافر ہونے کا ذوق پیدا کر دے گی لہٰذا ان سے تجارت و لین دین تو جائز ہے لیکن ان سے دوستی و مودت رکھنا، ہر وقت ساتھ کھانا پینا اور دوستی کے تعلقات پیدا کرنا جائز نہیں، قلب میں ان کی محبت نہ آنی چاہئے۔

یہود و نصارٰی اور جملہ کفار دوستی کے قابل نہیں

اور حقیقت یہ ہے کہ عقلاً بھی یہ دوستی کے قابل نہیں۔ مَیں نے امریکہ اور لندن میں دیکھا کہ عیسائی

اور یہودی نے اپنے کُتّے کے منہ میں لمبی سی ٹافی رکھ دی اور کتّے نے اسے خوب چوسا اس کے بعد وہی ٹافی اس کُتّے کے منہ سے نکال کر خود چُوس رہے ہیں۔ کس مُنہ سے ان سے محبّت کرو گے، وہ محبت کے قابل ہی نہیں ہیں۔ بغل کے بال اتنے لمبے کہ ان میں کنگھی کرتے ہیں اور ہمارا اسلام کہتا ہے کہ ہر جگہ کے نامناسب بال ہر ہفتہ صاف کرو۔ دُور سے ان کے جسم سے بدبو آتی ہے۔ پوڈر اور سینٹ مل لیتے ہیں جس سے اُجلے معلوم ہوتے ہیں۔ خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ نے فرمایا ؎

ترا اے نئی روشنی مُنہ ہو کالا

دلوں میں اندھیرا ہے باہر اُجالا

دلوں میں کفر کا اندھیرا ہے اور باہر اُجالا ہے، پوڈر سُرخی لگی ہوتی ہے، جو ہمیشہ ٹشو پیپر سے پاخانہ کا مقام صاف کرتے ہیں، پانی سے نہیں دھوتے اس کے بعد ٹب میں پانی بھر کر اس میں بیٹھ جاتے ہیں۔ نیچے کا پانی منہ میں جارہا ہے، پاخانہ کو دھونے والا پانی مُنہ میں اور کان میں اور ناک میں گھس رہا ہے یہ ترقی یافتہ قوم ہے اطہارت مومن کی شان ہے۔ کفر نجاست اور غلاظت ہے۔ اسی طرح جو لوگ گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں عموماً گندے رہتے ہیں۔ جو ناپاک فعل کرے گا وہ ناپاک رہے گا۔ اس کو پاکی کا خیال بھی نہیں آتا۔

ایک اہم مسئلہ سلوک

تو اس آیتِ پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو اللہ کے دین سے مُرتد ہو جائے گا تو اللہ تعالےٰ بہت جلد ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جن سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔ مَیں اصل میں یہاں ایک مسئلہ بیان کرنا چاہتا ہوں

جو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر بیان القرآن میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر کسی کو اللہ اپنی محبت دے دے، یا کوئی کرامت یا کوئی نعمت عطا فرمادے تو اس کی نسبت اپنے مجاہدات کی طرف نہ کرے کہ اتنے زمانہ تک ہم نے شیخ کی صحبت اُٹھائی، اتنے زمانے ہم نے محنتیں کیں تب اللہ میاں نے ہم کو یہ دیا۔ اپنے کمالات کی نسبت اپنے مجاہدات اور محنتوں کی طرف نہ کرو بلکہ ان کو عنایاتِ الٰہیہ کا ثمرہ سمجھو۔

عنایاتِ الٰہیہ کو ثمرۂ مجاہدات سمجھنا ناشُکری ہے

یہ ایک مسئلہ

حضرت نے لکھا جس کی عربی عبارت پیش ہے تاکہ علماء حضرات کو لطف آجائے فَاِنَّ بَعْضَ الْمُغْتَرِّیْنَ مِنَ الصُّوْفِیَاءِ وَالسَّالِکِیْنَ یُنْسِبُوْنَ کَمَالَاتِھِمْ اِلٰی مُجَاھَدَاتِھِمْ وَھٰذَا عَیْنُ الْکُفْرَانِ یعنی بعض نادان صوفی اپنے کمالات کی نسبت اپنے مجاہدات کی طرف کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی عنایات و فضل کی طرف نہیں کرتا یہ سخت ناشکری ہے۔ اس کو یہی کہنا چاہئے کہ اے اللہ آپ کی تمام مہربانیوں کا سبب آپ کی مہربانی ہے، آپ کی رحمت کا سبب آپ کی رحمت ہے، آپ کے کرم کا سبب آپ کا کرم ہے، ہمارا کوئی عمل اس قابل نہیں ہے جو سبب بن سکے آپ کے کرم کا۔ اس کی ایک مثال اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں عطا فرمائی جس سے یہ بات سمجھ میں آجائے گی کہ بندہ روزے رکھے، حج کرے، عمرہ کرے، تہجد پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کو اپنے اعمال کی طرف نسبت نہ کرے، نیکی کر دریا میں ڈال، اپنی نیکیوں کو بھول جائے، جو کچھ ملے اس کو اللہ تعالیٰ کا کرم سمجھے۔

قرآنِ پاک سے استدلال

اس مثال سے پہلے ایک استدلال پیش کرتا ہوں جو میرے رب نے ابھی ابھی مجھے عطا فرمایا۔ قرآن شریف کی آیت اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈال دی کہ مثال سے پہلے تم میرے کلام سے ثبوت پیش کرو۔ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ تجھ کو جو نیکی ملے وہ اللہ کی طرف سے ہے وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (پ۵، سورۃ نساء۔ آیت ۷۹) اور جو تجھ سے بُرائی صادر ہو وہ تیرے نفس کی شرارت اور بدمعاشی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ دُنیا میں تم کو جو بھلائی ملے، اولاد ملے، روزی ملے، علم ملے، تقریر کرنی آجاتے کوئی بھی نعمت ملے فَمِنَ اللّٰهِ وہ اللہ کی عطا ہے۔ اگر ہم کو اپنے عمل کی طرف نسبت کرنے کی ہدایت ہوتی تو اللہ فرماتے کہ تم اپنی عبادات کی طرف نسبت کرو کہ تم نے یہ کیا تو مَیں نے یہ دیا۔ لیکن یہاں مَیں نے تم نے کچھ نہیں ہے فَمِنَ اللّٰهِ سب اللہ کی عطا ہے اور جب کوئی تم کو بُرائی پہنچے، نقصان پہنچے تو وہ تمہارے نفس کی شرارت کی سزا ہے۔

حُسنِ اتفاق و سُوءِ اتفاق کفار و ملاحدہ کی ایجاد

نیکیوں کو حُسنِ اتفاق

مت کہو اور بُرائیوں کو سُوءِ اتفاق مت کہو۔ یہ الفاظ نیچریوں نے کافروں نے، ملحدوں نے جاری کیے ہیں۔ کہ اگر کوئی نعمت ملی تو کہہ دیا کہ صاحب آج حُسنِ اتفاق سے مجھے نوکری مل گئی۔ اللہ کا نام بھی نہیں لیا کہ اللہ کے کرم سے مجھے یہ نوکری ملی۔ نیکیوں کو حُسنِ اتفاق نے لُوٹ لیا اور بُرائیوں کو سوءِ اتفاق نے لوٹ لیا کہ سوءِ اتفاق سے آج گر گئے، چوٹ لگ گئی، ایکسیڈنٹ ہوگیا۔ یہ نہیں کہا کہ یہ میری

شامتِ اعمال اور نالائقی کی سزا تھی۔

جنّت بھی رحمت سے ملے گی

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکیوں کو میری عطا سمجھو اور

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جنت بھی ہمارے عمل کے بدلہ میں نہیں ملے گی اللہ کی رحمت سے ملے گی مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ عمل نہ کرو۔ جس طرح شادی کے بغیر اللہ اولاد نہیں دیتا، لیکن شادی سے جو اولاد ملے تو یہ مت کہو کہ یہ میری اور میری بیوی کی کرامت ہے۔ یہی کہو کہ اللہ کی رحمت نے اولاد دی ہے۔ کتنے بیوی اور شوہر ہیں جو اولاد سے محروم ہیں۔

جزا بھی دراصل عطا ہے

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری فرماتے تھے کہ جنت بھی جو اللہ تعالیٰ دیں گے وہ ہمارے عمل کا بدلہ نہ ہوگا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا ہوگی اور دلیل بھی میرے شیخ نے قرآن پاک سے کیسی پیش کی کہ آپ کو مزہ آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم کو جنت دوں گا تو جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ یہ میری طرف سے بدلہ ہوگا لیکن یہ بدلہ تمہارے عمل کا نہیں ہوگا عَطَآءً یہ بھی میری عطا ہوگی۔ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا۔ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ کے بعد عَطَآءً نازل کر دیا کہ یہ جزا بھی دراصل میری عطا ہے، بخشش ہے۔

جنّت کو جزاءِ عمل فرمانا بھی رحمت ہے اور اس کی عجیب مثال

میرے شیخ فرماتے تھے کہ آخرت میں نیک عمل کا بدلہ جو ملے گا، جنت ملے گی یہ بھی

حقیقت میں ان کی عطا ہے لیکن جزا کیوں فرمایا؟ یہ مالک تعالیٰ شانہٗ کی غایت کرم اور زبردست مہربانی ہے۔ جیسے کسی بچے کے ہاتھ کو باپ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کوئی خط لکھوا دے اور بیٹے سے کہے کہ واہ بیٹے! تم نے بڑا اچھا خط لکھا حالانکہ وہ تو بابا نے خود لکھوایا ہے لیکن بچے کی طرف نسبت کر رہا ہے، شاباشی دے رہا ہے کہ شاباش بیٹا تم نے بڑا اچھا خط لکھ دیا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ نماز روزہ ہو رہا ہے لیکن ہمارا دل خوش کرنے کے لیے فرمایا کہ جنت تمہارے اعمال کی جزا ہے تمہارے رب کی طرف سے جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ لیکن اے میرے پیارے بندو جَزَآءً کہہ رہا ہوں تمہاری شاباشی کے لیے مگر حقیقت میں ہے عَطَآءً یہ عطا ہے میرا جزا کہنا بھی عطا ہے، تمہارے عمل کے بدلہ میں میرا یہ لفظ جزا بھی عطا ہے تمہارا دل خوش کرنے کے لیے جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا میرے شیخ کے علوم کو ذرا دیکھئے جن کے لیے حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانویؒ نے فرمایا تھا کہ آپ حاملِ علومِ نبوت بھی ہیں اور حاملِ علوم ولایت بھی ہیں۔ حضرت پر علوم الہام ہوتے تھے۔ کیا علمِ عظیم ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو کچھ ہم کو جزا دیں گے وہ سب اللہ کی عطا ہے۔

عطا کو جزا سے تعبیر کرنے کی دوسری عجیب مثال

اس کے بعد حضرت جو دوسری مثال دیتے تھے وہ بھی پیش کرتا ہوں اور میرے قلب میں جو مثال آتی ہے وہ بھی پیش کروں گا۔ اپنے شیخ کی مثال کو اولیت دیتا ہوں۔ فرمایا کہ اگر بادشاہ شاہی محل بنوا رہا ہے اور گاؤں گاؤں اعلان کر دے کہ اس کی تعمیر میں رعایا بھی چندہ

دے سکتی ہے تو ایک دیہاتی اپنی جھونپڑی میں سے ایک سڑا ہوا بانس جس کو دیمک کھا گئی ہو نکال کر بادشاہ کے ہاتھ میں رکھ دے کہ یہ بانس بھی اپنے شاہی محل میں لگا دیجئے اور بادشاہ مسکراتے ہوئے اس کو رکھ لے اور کہہ دے شاباش! تو فرمایا کہ جیسے بادشاہوں کی تعمیر میں دیہاتیوں کا سڑا ہوا بانس کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ بادشاہ کی شاباشی اور جزا درحقیقت اس کی عطا ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ شانہ کی عظمت غیر محدود کا حق ہماری عبادات سے ادا نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت غیر محدود ہے اور ہماری عبادات محدود ہے لہٰذا محدود سے غیر محدود کا حق کیسے ادا ہو سکتا ہے؟ اس لیے اللہ والے نیکیاں کر کے ڈرتے رہتے ہیں کہ معاف کر دیجئے ہم سے حق ادا نہیں ہوا۔

نماز کے بعد سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کی حکمت

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء ہونے کے باوجود نماز کے بعد سلام پھیرتے ہی تین بار استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ پڑھتے تھے۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ استغفار کس وجہ سے تھا کیونکہ آپ تو معصوم تھے، گناہ تو آپ سے ہو ہی نہیں سکتا تھا اور پھر نماز جیسی عظیم الشان عبادت کے بعد استغفار کے کیا معنی ہیں؟ تو حضرت گنگوہی نے خود جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے استغفار کرتے تھے کہ اے اللہ آپ کی عظمت غیر محدود ہے لہٰذا آپ کے شانِ عظمت کے لائق میری نماز نہیں ہے، میری محدود بندگی آپ کی غیر محدود عظمت کے شایانِ شان نہیں ہو سکتی لہٰذا سید الانبیاء کا استغفار کسی خطا پر نہیں ہے کیوں کہ صدورِ معصیت نبی پر محال ہے بلکہ اے اللہ اس بات پر استغفار کرتا ہوں کہ آپ

کی عظمت کا حق نماز میں مجھ سے ادا نہیں ہوا۔

اب میری مثال سُن لیجئے جو مجھے اللہ تعالیٰ نے میرے ہی بزرگوں کے صدقہ میں عطا فرمائی ورنہ مَیں کہاں سے لاؤں گا۔ ان اللہ والوں کی جوتیاں جو اختر نے اُٹھائیں ان ہی کے صدقہ میں آپ لوگ آ رہے ہیں۔ سُن لو اس بات کو۔ میری قابلیت سے آپ لوگ نہیں آ رہے ہیں۔ میرے اوپر اللہ والوں کی نظر پڑی ہے۔ اگر شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے دلی میں ایک کُتا تمام کتوں کا شیخ بن سکتا ہے تو اختر پر سالہا سال شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑی ہے، شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑی ہے اور اب حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی نظر پڑ رہی ہے اور ان بزرگوں نے مجھے بہت غور سے دیکھا ہے اور اب بھی حضرتِ والا ہردوئی جب تقریر فرماتے ہیں تو میری طرف بار بار غور سے دیکھتے ہیں۔ مَیں ان کی نظرِ عنایت کو اپنا استحقاق اور حق نہیں سمجھتا۔ یہی سمجھتا ہوں کہ بدون استحقاق اللہ تعالیٰ کی مجھ پر مہربانی ہے جو بزرگوں کو مجھ پر مہربان فرما دیا۔

عبادت سے حقِ عظمتِ الٰہیہ ادا نہ ہونے کی انوکھی تمثیل

اب میری مثال سنئے

ایک ہاتھی نے اعلان کیا کہ آج میرے بدن میں بہت درد ہے۔ کوئی دبانے والا ہے؟ تو ایک مچھر دوڑا اور اس نے تین گھنٹہ تک ہاتھی کو خوب دبایا۔ پہلے اس نے اگلے دونوں پیر دبائے، پھر پچھلے دونوں پیر دبائے، پھر سونڈ کو دبایا، پھر پیٹھ دبائی پھر کھوپڑی دبائی۔ پھر واپس چلا گیا اور جا کر دس ہزار مچھروں کے درمیان اس نے کہا کہ میں اعلان کرتا ہوں کہ آج میں بہت وی آئی پی شخصیت ہوں کیونکہ ایک

بہت بڑی شخصیت کی خدمت کر کے آیا ہوں۔ سب پر فخر کر رہا ہے۔ سب مچھر دوڑے اور ہاتھی سے پوچھا کہ صاحب ایک مچھر فخر کر رہا ہے کہ میں نے ہاتھی کو تین گھنٹے تک خوب زور سے اچھل اچھل کر دبایا اور ہاتھی بڑا خوش ہو گیا۔ تو ہاتھی نے کہا کہ مجھے تو پتہ بھی نہیں کہ ظالم کب آیا اور کب گیا۔ آپ بتایئے کہ مچھر کے دبانے سے ہاتھی کو آرام ملے گا؟ تو جب ایک محدود قلیل ایک محدود کثیر کا حق ادا نہیں کر سکتا تو ہم جیسے محدود کیسے اللہ تعالٰی کی غیر محدود عظمتوں کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ بتایئے مچھر بھی محدود ہے اور ہاتھی بھی محدود ہے مگر جب محدود صغیر (چھوٹا محدود) محدود کبیر (بڑے محدود) کا حق ادا نہیں کر سکتا تو محدود سے غیر محدود کا حق کیسے ادا ہو گا؟

عبادت پر ناز نہ کیجئے

لہٰذا اپنی عبادت کے بعد کبھی اس پر فخر نہ کیجئے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نیکی کر دریا میں ڈال۔ بس اللہ کی رحمت پر آس لگائے رہیے، اپنی نیکیوں پر فخر و ناز نہ کیجئے کوئی پوچھے کہ کتنے حج کیے؟ مت بتایئے کہ میرا اور میرے اللہ کا معاملہ ہے کوئی پوچھے کہ کتنا تہجد پڑھتے ہو؟ مت بتایئے کہ میرا اور میرے اللہ کا معاملہ ہے۔ اپنی نیکیوں کو ظاہر مت کیجئے اور جو پوچھنے والے ہیں ان سے کہیے کہ معافی چاہتا ہوں جناب یہ مناسب نہیں ہے۔ بزرگوں نے منع کیا ہے کہ کسی کی ذاتی عبادات کو مت پوچھو۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس موقف اور مسئلۂ سلوک کو کہ بعض نادان صوفی اللہ پاک کے انعامات کو اپنے مجاہدات کی طرف نسبت کرتے ہیں میں قرآن پاک سے مدلل کر کے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے بہت خوشی ہوتی ہے

کہ میں اپنے بزرگوں کی باتوں کو قرآن پاک کی دلیل سے یا حدیثِ پاک کی دلیل سے ثابت کردوں۔ حضرت حکیم الامت نے اس مسئلہ سلوک کے متعلق وہاں کوئی دلیل نہیں لکھی یہی لکھا جو میں نے پیش کیا۔ اب دلیل پیش کرتا ہوں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ جو اسلام سے مرتد ہو جاتے گا تو ہمیں ایسے خبیثوں کی ضرورت نہیں ہے، ہمارے اسلام سے جتنے لوگ چاہو بھاگ جاؤ اللہ کو تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے، تم محتاج ہو اللہ کے۔ لہٰذا اگر تم مرتد ہوتے ہو تو فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ تو میں جلد سے جلد ایک قوم پیدا کردوں گا۔ فَ داخل کردیا فَسَوْفَ جس کے معنی ہیں کہ بلا تاخیر میں ایک ایسی قوم پیدا کردوں گا یُّحِبُّهُمْ جس سے اللہ تعالےٰ محبت فرمائیں گے وَیُحِبُّوْنَهٗ اور وہ لوگ بھی اللہ تعالےٰ سے محبت کریں گے۔

دیکھا آپ نے۔ یہ دین اللہ کا ہے۔ یہ دین لوگوں کا محتاج نہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ بعض لوگ نادانی سے میرے پاس سے بھاگ گئے اور ایذا رسانی بھی شروع کردی میں نے دوستوں سے کہا کہ گھبراؤ مت۔ اللہ تعالےٰ ان سے بہتر، وفادار اور اللہ والے عطا کرے گا۔ چنانچہ ان کے بعد بڑے بڑے علماء داخلِ سلسلہ ہو گئے۔ اس لیے دین کے خادموں کو کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیے ؎

جاتے جسے مجذوب نہ زاہد نظر آتے
بھاتے نہ جسے رند وہ پھر کیوں اُدھر آتے
فرزانہ جسے بننا ہو جاتے وہ کہیں اور
دیوانہ جسے بننا ہو بس وہ اِدھر آتے

سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا

وہ آئے ادھر اور بچشم و بسر آئے

تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں ایسی قوم پیدا کروں گا کہ میں ان سے محبت کروں گا اور وہ مجھ سے محبت کریں گے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی محبت کو پہلے کیوں بیان کیا اور اپنے بندوں کی محبت کو بعد میں کیوں بیان کیا؛ اس کا ایک جواب اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں عطا فرمایا اور دوسرا جواب علامہ آلوسی کا ہے جو بعد میں نقل کروں گا۔

یُحِبُّوْنَہٗ پر یُحِبُّھُمْ کی تقدیم کی ایک حکمت

اختر کا جواب

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی محبت کے سبب سے بندوں نے اللہ تعالےٰ سے محبت کی لہٰذا سبب کو پہلے بیان کرنا چاہیے اور مسبب کو بعد میں بیان کرنا چاہیے۔ کوئی کہے کہ میرا بدن خوب ٹھنڈا ہو گیا، بڑی گرمی لگ رہی تھی کس وجہ سے ٹھنڈے ہوتے ؟ سیون اپ کی بوتل پی یا لسی پی۔ لہٰذا لسی کو پہلے بیان کیا جاتا ہے کہ ہم نے دو تین گلاس لسی پی جس سے جسم میں ٹھنڈک آگئی۔ تو ٹھنڈک مسبب ہے سبب لسی ہے لہٰذا اللہ تعالےٰ نے سبب کو؛ اپنی عطا کو پہلے بیان کیا کہ میں پہلے ان سے محبت کروں گا جس کی وجہ سے وہ مجھ سے محبت کریں گے۔

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی

جسے خود یار نے چاہا اسی کو یادِ یار آئی

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں، خادم سے کہا کہ تسبیح لاؤ۔

پھر تسبیح پڑھنے لگے اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ مجھ کو یاد فرما رہے ہیں۔ خادم نے پوچھا کہ حضور آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ یاد فرما رہے ہیں، فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے فَاذْكُرُونِیْٓ اَذْكُرْكُمْ تم ہم کو یاد کرو ہم تم کو یاد کریں گے۔ لہٰذا میں تو ان کو یاد کر رہا ہوں تو وہ کیوں نہ مجھے یاد کریں گے۔ قرآن پاک غلط نہیں ہو سکتا اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے فَاذْكُرُونِیْ تم ہم کو یاد کرو اپنی اطاعت سے ہم تم کو یاد کریں گے اپنی عنایت سے یعنی فَاذْكُرُونِیْ بِالْاِطَاعَةِ اَذْكُرْكُمْ بِالْعِنَايَةِ تو جب میں اللہ کو یاد کر رہا ہوں تو یقیناً اللہ تعالےٰ مجھ کو یاد فرما رہے ہیں۔

تقدیم یُحِبُّهُمْ کی دوسری حکمت از تفسیر روح المعانی

اب علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سُنئے۔ اختر کا جو جواب آپ نے سُنا یہ بھی ان ہی بزرگوں کا صدقہ ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں ان اللہ تعالیٰ قدم محبتہ علی محبۃ عبادہ اللہ تعالےٰ نے اپنی محبت کو بندوں کی محبت پر مقدم کیا، یُحِبُّهُمْ فرما کر اپنی محبت کو پہلے بیان کیا اور یُحِبُّوْنَهٗ میں بندوں کی محبت کو بعد میں بیان کیا۔ اس کی وجہ فرماتے ہیں کہ تاکہ صحابہ کو معلوم ہو جائے اور قیامت تک اللہ تعالےٰ سے محبت کرنے والے بندے سمجھ جائیں، یقین کر لیں، ایمان لائیں کہ اَنَّهُمْ يُحِبُّوْنَ رَبَّهُمْ یہ لوگ اپنے رب سے محبت کر رہے ہیں اور کیوں کر رہے ہیں بِفَيْضَانِ مَحَبَّةِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی محبت کے فیضان سے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ ان سے محبت کر رہے ہیں

اس لیے یہ اللہ تعالیٰ سے محبت کر رہے ہیں۔ جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ دراصل اللہ کی محبت کا فیضان ہے اور جو اس پر ایمان نہ لاتے وہ شیطان ہے۔ جب اللہ کی محبت کی اور عبادت کی توفیق ہو جائے تو سمجھ لو کہ مالک کی محبت کا فیضان ہے ؎

وہی چاہتے ہیں میں کیا چاہتا ہوں

مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

چوں زنم دم کاتش دل تیز شد

اے دنیا والو! میں اللہ تعالیٰ کی محبت پر کیونکر صبر کر سکتا ہوں جبکہ میرے دل کے اندر اپنی محبت کی آگ کو تیز کر دیا ہے ؎

چوں زنم دم کاتش دل تیز شد
شیر ہجراں شفتہ و خوں ریز شد

میرے اللہ کی جُدائی کے غم کا جو دودھ تھا وہ اب خون بہا رہا ہے۔ روتے روتے آنسو خشک ہو گئے، اب تو آنکھوں سے خون بہ رہا ہے۔

اہلِ محبّت کی تین علامات

اب اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کی علامات بیان فرماتے ہیں کہ تین علامتیں جس میں دیکھ لینا تو سمجھ لینا کہ یہ میرے عاشقوں میں سے ہے۔

پہلی علامت: مومنین کے ساتھ تواضع و فنائیتِ نفس

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ : اپنے نفس کو مٹا دیتا ہے کیونکہ میں جس کے دل میں آتا ہوں اس کا نفس مغلوب ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں سے تواضع کے

ساتھ ملتا ہے ہر مسلمان کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہے، اپنے کو ہر مسلمان سے کمتر سمجھتا ہے، دل سے مسلمانوں کا اکرام کرتا ہے۔

فنائیتِ نفس پر آیتِ قرآنی سے عجیب استدلال

اِنَّ الْمُلُوْكَ

اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں کہ جب سلاطین کسی بستی کو فتح کرتے ہیں تو اس کو زبردست نقصان پہنچاتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں کو جو بادشاہ سے بغاوت کرنے کی طاقت رکھتے ہیں گرفتار کر لیتے ہیں، ذلیل کر دیتے ہیں تاکہ سلطنت کرنے میں وہ مزاحمت نہ کریں۔ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب نے فرمایا جو حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی کے بڑے خلفاء میں سے تھے کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ جس کے دل میں اللہ آتا ہے تو اس دل کے کبر اور بڑائی اور عُجب کے چودھریوں کو گرفتار کر لیتا ہے، اس کے دل میں تکبر نہیں رہ سکتا۔ جس شاخ میں پھل آتا ہے وہ جھک جاتی ہے۔ جو ہر مسلمان سے تواضع سے ملتا ہے، اپنے کو مٹا کر ملتا ہے، ہر مسلمان کے اکرام میں اپنے کندھوں کو جھکا دیتا ہے، اکڑ فوں اس میں نہیں رہتی، یہ دلیل ہے کہ اس کو اللہ کی محبت کا پھل مل گیا۔

تو اللہ کے عاشقوں کی پہلی علامت یہ ہے کہ ایمان والوں کے ساتھ اپنے نفس کو مٹا دیتے ہیں، مسلمانوں سے مٹ کر ملتے ہیں، دل میں ہر مسلمان سے خود کو کمتر سمجھتے ہیں کہ میں کچھ نہیں ہوں، مومنین کا اکرام میرے لیے باعثِ عزت ہے۔

اکرامِ مومن کی ایک سُنّت

لہٰذا جب کوئی مسلمان آتے تو اپنی جگہ سے تھوڑا سا ہٹ بھی جائے مسجدِ نبوی میں بہت جگہ تھی۔ ایک صحابی آتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے تھوڑا سا سرک گئے اور فرمایا آئیے آئیے بیٹھئے۔ صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری مسجد نبوی خالی ہے پھر آپ اپنی جگہ سے کیوں ہٹے۔ فرمایا کہ مومن کا حق ہے کہ جب وہ ملنے آتے تو اس کے اکرام میں تھوڑا سا اپنی جگہ سے کھسک جائے کہ آؤ بھائی آؤ۔ یہ سُنّت ہے تھوڑا سا حرکت کرلے فرعون کی طرح اپنی جگہ تنا ہوا نہ بیٹھا رہے۔ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ میرے عشاق مجھ سے محبت کرنیوالوں کے ساتھ نرم ہیں۔

بوقتِ مقابلہ اہلِ محبّت کی کفار پر شدّت

لیکن ان کی دوسری صِفت کیا ہے؟

اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کافروں پر سخت ہیں، میرے دشمنوں کے سامنے نفس کی فنائیت نہیں دکھاتے مثلاً ہندوستان سے جنگ ہو رہی ہو اور پاکستانی فوجی مسلمان بارڈر پر ہندوؤں سے کہے کہ اے ہندو بھائیو! ناچیز حقیر فقیر عبدالقدیر آپ سے لڑنے آیا ہے۔ وہاں ایسا کہنا حرام ہے، وہاں اکڑ کر جاؤ۔ بھائی وائی کچھ مت کہو۔ کہہ دو کہ اے کافرو آج ہم تمہیں کلمہ کی گرمی اور ایمان کی طاقت دکھائیں گے، تم اگر سیر ہو تو ہم سوا سیر ہیں۔

یہ دونوں ملا کر اللہ تعالیٰ نے ایک علامت بیان کی ہے معطوف علیہ معطوف سے جملہ معطوفہ بن کر ایک علامت ہوئی اور دوسری علامت کیا ہے؟

اہلِ محبت کی دوسری علامت: مجاہدہ فی سبیل اللہ

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : اللہ کے راستہ میں مجاہدہ کرتے ہیں، تکلیف اُٹھاتے ہیں اور یہ مجاہدہ چار قسم کا ہے جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں ہے۔

۱۔ رضائے حق کی تلاش میں تکلیف اُٹھانے والے

اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا

اَلْمَشَقَّةَ فِي ابْتِغَاءِ مَرْضَاتِنَا جو ہم کو خوش کرنے کے لیے اپنی خوشیوں کو قربان کر دیتے ہیں جیسے دل چاہتا ہے کہ اس ٹیڈی کو، حسین لڑکی کو یا حسین لڑکے کو دیکھ لو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیسے پہچانو گے کہ یہ میرا عاشق ہے، میرا عاشق ہے تو میری خوشی کو مقدم کرے گا اپنی خوشی کا خون کر دے گا پھر اس کے دل کے سُرخ اُفق پر میں اپنے قرب کا سورج طلوع کرتا ہوں جس کی مستی کے سامنے دُنیا بھر کی لیلاؤں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

تو مجاہدہ نمبر ا یہ ہے کہ اہل محبت جب اپنی خوشیوں میں اور اللہ کی خوشیوں میں تصادم دیکھتے ہیں تو اللہ کی خوشی پر عمل کرتے ہیں اور اپنی خوشیوں کا خون کر دیتے ہیں اور آسمان کی طرف دیکھتے ہیں کہ اے اللہ دل تو چاہتا ہے کہ اس حسین اور نمکین یا اس حسینہ اور نمکینہ کو دیکھ لیں مگر اے اللہ آپ کی اجازت نہیں ہے آپ نے قرآن پاک میں منع فرمایا ہے لہٰذا میں آپ کو خوش کرتا ہوں اور اپنے نفس دشمن کو ناخوش کرتا ہوں اور زبانِ حال سے یہ شعر پڑھتا ہوا نظر پھیر لیتا ہے

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

اہلِ عشق کا اصل مقام

یہ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی علامت ہے ورنہ جو اپنے نفس کو حرام خوشیوں سے خوش کرتا ہے اور اللہ کو ناراض کرتا ہے اس کا دعویٰ عشق باطل ہے۔ اگر کسی کی عاشقی دیکھنی ہے تو ایئرپورٹ پر دیکھو، مارکیٹوں میں دیکھو، کلفٹن میں دیکھو، لندن میں دیکھو جہاں کرسچین لڑکیاں ٹانگیں کھولے چل رہی ہیں وہاں پتہ چلے گا کہ یہ کیسا آدمی ہے؟ یہ بندر ہے یا قلندر ہے۔

قلندر کی تعریف

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تھا کہ حضرت اولیاء اللہ کے کس طبقہ کا نام قلندر ہے؟ فرمایا کہ قلندر اولیاء اللہ کا وہ طبقہ اور گروہ ہے جن کی نفلی عبادات بظاہر زیادہ نظر نہیں آتیں مگر ان کا دل ایک لمحہ کو خدا سے غافل نہیں ہوتا۔ ہر وقت وہ اپنے دل کو اللہ سے چپکائے رہتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرے عاشق ہیں اور میں جن سے محبت کرتا ہوں ان کو کیسے پہچانو گے؟ کیونکہ میری محبت تو چھپی ہے، اللہ کی محبت کو کون دیکھ سکتا ہے لیکن علامت یہ ہے کہ جن سے میں محبت اور پیار کرتا ہوں ان کو غیروں سے دل نہیں لگانے دیتا۔ یہ علامت ہے کہ میں ان بندوں سے پیار کرتا ہوں۔ آپ بتایئے آپ اپنی چیز کسی کو دیتے ہیں؟ تو جو اللہ کا ہوگیا، جس کو اللہ نے اپنے لیے منتخب کرلیا اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کو حسینوں کے سپرد نہیں کریں گے۔ اگر

وہ خود بھی چاہے گا تو نہیں جا سکتا، غیر کا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا پہلی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرماتے ہیں کہ وہ اللہ کی خوشی کو آگے رکھتے ہیں، اپنی خوشیوں کا خون کرتے ہیں۔

۲، دین کی نصرت میں مشقت اٹھانے والے

اور دوسری علامت ہے اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِیْ نُصْرَةِ دِیْنِنَا کہ وہ ہمارے دین کو پھیلانے کی مشقت کو اُٹھاتے ہیں چاہے مال سے ہو یا علم سے ہو، علماء کو باہر ملکوں میں اپنا مال خرچ کر کے اشاعتِ دین کے لیے بلاتے ہیں اور عالمِ دین وعظ و نصیحت کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں مشقت برداشت کرتا ہے۔ عالمِ دین اور اس کے ساتھ رہنے والے قیامت کے دن اسی قافلہ میں، دین کے پھیلانے والوں میں شامل ہوں گے۔ جو کسی عالمِ دین کے ساتھ سفر کرے وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اسی قافلہ خدمتِ دین کا رکن سمجھا جائے گا۔ جس طرح وزیرِ اعظم یا صدرِ مملکت کے ساتھ بیس آدمی جدہ گئے تو پورا قافلہ عمرہ کرتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ اللہ والوں کے ساتھ، عالمِ دین کے ساتھ خدمتِ دین کے قافلہ میں شامل ہوتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ وہ سب کے سب قیامت کے دن خادمِ دین شمار ہوں گے۔

۳، احکامِ الٰہیہ کی تعمیل میں مجاہدہ کرنے والے

اور اللہ کے عاشقوں کی تیسری علامت ہے اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِیْ امْتِثَالِ اَوَامِرِنَا جو لوگ اللہ کے احکام بجا لانے میں پس و پیش نہیں کرتے، اگر مگر نہیں کرتے

مرضی تری ہر وقت جسے پیشِ نظر ہے
پھر اس کی زبان پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

وہ یوں نہیں کہتے کہ اگر داڑھی رکھ لوں گا تو مگر کیا ہوگا۔ ارے میاں اگر نے شادی کی مگر سے اس سے جو لڑکا پیدا ہوا اس کا نام ہے کاش کہ۔ اگر مگر نہ کیجئے ورنہ مرنے کے بعد کہنا پڑے گا کہ کاش کہ داڑھی رکھ کر مرتے۔ جلدی کیجئے، دیر نہ کیجئے ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

اور داڑھی رکھ کر گال کھرچنے کی تکلیف سے نجات حاصل کیجئے، عیش کیجئے نہ بلیڈ کی ضرورت نہ گال کھرچنے کی، ورنہ سنگل کوٹ، ڈبل کوٹ اور کھونٹی اکھاڑ کوٹ ایک مصیبت ہے۔ داڑھی سے آدمی قلندر لگتا ہے اور داڑھی منڈانے سے انسان بندر معلوم ہوتا ہے اور بیوی بھی اس سے دُعا نہیں کراتی۔ کہتی ہے کہ یہ تو "ٹٹ فار ٹیٹ" ہے۔ جیسی میں ہوں ویسے یہ ہے۔ دونوں کے گال برابر۔ داڑھی رکھ لیجئے پھر بیوی کہے گی کہ میاں دُعا کرنا۔ دُنیا کی تکلیف سے بھی نجات، اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوش ہوں اور اللہ والوں کی جماعت میں آپ داخل ہو جائیں گے۔

اور اللہ کے عاشقوں کی چوتھی — سہ اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا غم اُٹھانے والے

علامت کیا ہے؟ اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِی الْاِنْتِهَاءِ عَنْ مَنَاهِیْنَا اللہ تعالیٰ نے جن باتوں سے منع کیا ہے ان سے رُک جاتے ہیں، اللہ کی نافرمانی

سے بچنے میں نفس پر پوری طاقت سے بریک لگاتے ہیں، گناہوں سے پوری طاقت سے بھاگتے ہیں۔

یہ آخری علامت ذرا کڑوی ہے۔ مجاہدہ کی یہ چوتھی تفسیر ہے کہ میرے عاشق میری منع کی ہوئی باتوں سے رُک جاتے ہیں۔ اے صوفیاء کرام! سوچئے کہ ان چار تفسیروں میں ہم کس مقام پر ہیں۔ سوچ کر ہم خود فیصلہ کرلیں کہ اللہ کے عاشقوں کی علامات ظاہر کرنے والی ان چار تفسیروں میں سے ہم کس تفسیر میں پہنچ چکے ہیں۔

تیسری علامت: مخلوق کی ملامت سے بے پروائی

اور آگے ایک سبق

اور مل رہا ہے کہ میرے عاشقوں کی ایک علامت اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کو کسی کی ملامت کی پروا نہیں رہتی کہ کون کیا کہے گا، وہ اگر مگر کیا جانیں، وہ تو کہتے ہیں کہ ہمارا مالک جس بات سے خوش ہو ہم وہی جانتے ہیں، نہ اگر جانتے ہیں نہ مگر جانتے ہیں ؎

ہمارا کام ان کی یاد اور ان کی اطاعت ہے
نہ بدنامی کا خطرہ اور نہ پروائے ملامت ہے

خوشی پر ان کی مرنا اور جینا ہی محبت ہے
نہ کچھ پروائے بدنامی نہ کچھ پروائے عالم ہے

ہے روحِ بندگی بس ان کی مرضی پر فدا ہونا
یہی مقصودِ ہستی ہے یہی منشائے عالم ہے

ہماری خاک اس لمحہ میں ہے رشکِ فلک اختر
وہی لمحہ جو میرا ذاکرِ مولائے عالم ہے

جسے دیکھو اسی کے سر میں ہے سودا کسی شے کا
مگر سودائے جاناں اکبر سودائے عالم ہے

جس کو دیکھو اس کا کوئی نہ کوئی معشوق ہے، ہر ایک کسی نہ کسی چیز کا عاشق ہے لیکن تمام عالم کی اشیاء سے قیمتی چیز اللہ کی محبت کا درد ہے۔

لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ کی عجیب عاشقانہ تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ میرے عاشق کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتے لَوْمَۃٌ جمع نہیں ہے واحد ہے لیکن اسم جنس ہے۔ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ اسم جنس قلیل اور کثیر سب پر استعمال کیا جاتا ہے جیسے پانی دس کروڑ ٹن ہو تو وہ بھی پانی اور ایک گلاس پانی ہو تو وہ بھی پانی۔ پانی اسم جنس ہے جس میں قلیل اور کثیر سب شامل ہے اسی طرح اسم جنس لَوْمَۃٌ نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ سارے عالم کی ملامتوں سے میرے عاشق نہیں ڈرتے۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ لَوْمَۃٌ واحد ہے ورنہ یہ معنی ہوتے کہ تھوڑی بہت ملامت کو تو برداشت کر لیتے ہیں لیکن بڑی ملامت سے گھبرا کر داڑھی منڈا دیتے ہیں یا کوئی بھی گناہ کر بیٹھتے ہیں۔ لہٰذا اسم جنس نازل فرمایا جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے عاشق دُنیا بھر کے ملامت کرنے والوں کی ملامتوں کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتے۔

علامہ آلوسی کا کمال دیکھئے۔ فرماتے ہیں کہ لَوْمَۃٌ معنی میں لَوْمَاتٌ کے ہے یعنی سارے عالم کی ملامتوں سے نہیں ڈرتے پھر علامہ آلوسی خود اشکال قائم کرتے ہیں کہ لَوْمَۃٌ جب معنی میں جمع کے ہے تو پھر واحد کیوں نازل کیا

اللہ تعالیٰ یہی نازل فرمادیتے کہ لَا یَخَافُوْنَ مِنْ لَوْمَاتِ لَائِمِیْنَ اس اشکال کا جواب خود دیتے ہیں کہ پھر کلام میں بلاغت نہ رہتی۔ یہ اللہ کا کلام ہے، شاہی کلام ہے لَوْمَۃٌ میں بلاغت یہ ہے کہ میرے عاشقوں کا یہ مقام ہے کہ سارے عالم کی ملامتوں کو مثل لَوْمَۃً وَّاحِدَۃً کے سمجھتے ہیں، ایک ملامت کے برابر سمجھتے ہیں جیسے کہا جائے کہ سارے عالم کے طوفانوں کو ہمارے عاشق ایک گھونٹ پانی سمجھتے ہیں ؎

دعویٰ مُرغابی کردہ است جاں

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے دُنیا والو! جلال الدین رومی کی جان نے مُرغابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے ؎

کے ز طوفاں بلا دارد فغاں

اور مرغابی طوفان بلا سے نہیں ڈرتی۔

استقامت اہلِ محبّت کی خاص شان ہے

بمبئی کے سمندر پر اختر کھڑا تھا۔ میر صاحب بھی تھے۔ ایک طوفان آیا۔ وہیں ایک مرغابی بیٹھی تھی ایک اعشاریہ آگے پیچھے نہیں ہوئی بیس پچیس فٹ اُوپر چلی گئی۔ اب میں غور سے دیکھ رہا ہوں کہ جب نیچے آئے گی تو یہ آگے پیچھے ہوتی ہے یا اسی نوّے درجہ کے زاویہ قائمہ پر آتی ہے۔ جب طوفان نیچے آیا تو بالکل نوّے ڈگری پر نیچے آتی ہے ایک اعشاریہ کا فرق نہیں تھا۔ مومن کی بھی یہی شان ہونی چاہیئے کہ کچھ بھی حالات ہوں، ملامتوں کا طوفان ہو لیکن وہ اللہ کی راہ پر مستقیم رہے ؎

کہاں تک ضبطِ غم ہو دوستو! راہِ محبت میں
سُنانے دو تم اپنی بزم میں میرا بیاں مجھ کو

اختر ایک ادنیٰ گدا ہے۔ حافظ شیرازی فرماتے ہیں ؎

گدائے میکدہ ام لیک وقت مستی بیں

حافظ شیرازی فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیر سلطان نجم الدین کبریٰ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں، ان کی خانقاہ کا ایک ادنیٰ بھک منگا ہوں لیکن جب اللہ کی یاد میں اور اللہ کی محبت میں مست ہوتا ہوں تو ؎

نازبر فلک و حکم بر ستارہ کنم

آسمانوں پر ناز کرتا ہوں اور ستاروں پر حکومت کرتا ہوں۔

تیرے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم

اللہ والوں کو لوگوں نے کہاں پہچانا ؎

لب ہیں خنداں جگر میں ترا دردِ غم
تیرے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم

ہونٹوں سے ہنس رہے ہیں لیکن دل میں اے خُدا تیرا دردِ غم رکھتے ہیں تیرے عاشقوں کو لوگ نہ پہچان سکے۔ ان کو معمولی سمجھا اور ان کی قدر نہ کی اور اس سبب سے ان کے فیوض و برکات سے محروم رہ گئے۔

اللہ کے عاشقوں کی تیسری علامت یہ ہے کہ مخلوق کی ملامت کا خوف دل سے نکل جاتا ہے۔ کوئی کچھ کہے آپ وہی کام کیجئے جس سے اللہ خوش ہو۔ ساری دُنیا آپ پر ہنسے لیکن آپ کو کسی کی پروا نہ ہو آپ کا ان شاء اللہ درجہ

ہی بلند ہوگا۔

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب

لوگوں کے ہنسنے پر آپ جتنا غم اٹھائیں گے، چاہے آپ کا خوب مذاق اُڑایا جائے اور دل زخمی ہو جائے یہ سب اللہ کے راستہ میں لکھا جائے گا۔ آپ قیامت کے دن کہہ سکیں گے کہ اے اللہ جب داڑھی رکھی تو میری بیوی نے مذاق اُڑایا، میرے خاندان والوں نے مذاق اڑایا، دفتر والوں نے مذاق اُڑایا، جہاں گئے ہنسے گئے لیکن ہم نے ہنسنے کا زخم اٹھایا اور آپ کی محبت کے حق کو دل سے لگایا۔ ان شاء اللہ قیامت کے دن دیکھنا ؎

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب
لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی

کمالات کی مجاہدات سے عدم نسبت پر قرآن پاک سے استدلال

جو موقف آج بیان کرنا تھا وہ اب آرہا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر بیان القرآن کے حاشیہ میں جو فرمایا کہ اللہ جو بھی نعمت دے دے اس کی نسبت اپنے مجاہدہ اور اپنی عبادت کی طرف مت کرو کہ مَیں نے یہ کیا تو اللہ نے یہ دیا۔ یہ بالکل ناشکری ہے۔ جب کوئی نعمت پاؤ تو یہی کہو کہ اللہ میاں اس رحمت کو آپ کی رحمت سے پایا ہے، اس فضل کو آپ کے فضل سے پایا ہے، اس مہربانی کو آپ کی مہربانی سے پایا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے انعامات کو اپنی مجاہدہ وعبادت کا ثمرہ سمجھتا ہے وہ صوفی سخت نادان وغیر عارف ہے۔ حضرت حکیم الامت

تھانوی کی عبارت یہ ہے کہ اِنَّ بَعْضَ الْمُغْتَرِیْنَ مِنَ الصُّوْفِیَاءِ وَالسَّالِکِیْنَ
یُنْسِبُوْنَ کَمَالَاتِہِمْ اِلٰی مُجَاھَدَاتِہِمْ وَھٰذَا عَیْنُ الْکُفْرِ اِنْ
بعض نادان صوفی جو اہل اللہ کا صحبت یافتہ نہیں وہ اللہ کی عنایات اور مہربانیوں کو
اپنے مجاہدات کی طرف منسوب کرتا ہے کہ میں نے بڑی عبادات، بڑے حج عمرے
کیے، بزرگوں کی بڑی خدمت کی بڑے پاپڑ بیلے تب پاپڑ کھانے کو ملے لیکن سمجھ لو
کہ پاپڑ بیلنے کی جو توفیق ہوئی ہے یہ بھی اللہ کا کرم ہے اور پاپڑ کھانے کو عطا ہوا ہے
یہ بھی اللہ کی عطا ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ یہ تینوں علامتیں بیان فرما رہے ہیں کہ جس نے اپنے نفس کو
مٹا دیا، جس نے چاروں قسم کے مجاہدات کیے اور میری راہ میں تکلیف اٹھائی اور
جس نے اپنے قلب میں سارے عالم کی ملامت سے بے خوفی محسوس کی یہ اس
کا کمال نہیں ہے۔ بلکہ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یہ اللہ کی مہربانی ہے۔ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
جس کو چاہتا ہے دے دیتا ہے۔ لہٰذا اس آیت سے پتہ چلا کہ ہمیں اللہ کی جتنی بھی
نعمتیں ملیں، جو کمالات عطا ہوئے، یہی کہتے کہ مالک یہ آپ کا فضل، آپ کی مہربانی
ہے میرا کوئی کمال نہیں۔ آپ کی عطا ہے، آپ کا کرم ہے، آپ کا فضل ہے اور فضل
محتاجِ قانون نہیں ہوتا جیسے کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ وہ شخص جس نے
سو قتل کیے تھے اور جو توبہ کے ارادے سے چلا لیکن راستہ میں اس کا انتقال ہو گیا اور
وارثین سے معافی بھی نہیں مانگ سکا۔ روح نکالنے میں رحمت کے فرشتوں میں
اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین کی پیمائش کر
لو۔ اگر گناہ کی زمین قریب ہے تو عذاب کے فرشتے اس کی روح لے جائیں اور

توبہ کی زمین اور نیک بندوں کی بستی قریب ہے تو رحمت کے فرشتے لے جائیں۔ جب فرشتوں نے زمین کی پیمائش کی تو اللہ تعالیٰ نے گناہ کی زمین کو دور کردیا اور اللہ والوں کی زمین کو قریب کردیا۔ وہ زمین درصل قریب نہیں تھی اللہ نے حکم دیا تَقَرَّبِیْ اے زمین تو قریب ہوجا۔

فضل قانون سے بالاتر ہے

ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ پیمائش کا حکم دینا یہ اللہ تعالیٰ کا عدل تھا اور زمین کو قریب کردینا یہ اس کا فضل تھا اور فضل پابندِ قانون نہیں ہوتا جیسے آپ دو مزدور لائے اور دونوں کو سو روپے یومیہ پر رکھا۔ شام کو آپ نے دونوں کو حسبِ وعدہ سو سو روپے دیتے لیکن ایک مزدور سے چپکے سے کہا کہ قانون سے تم سو روپے کے مستحق تھے جو ہم نے تم کو ادا کردیئے لیکن میں مکہ شریف سے ایک گھڑی لایا تھا وہ مہربانی کے طور پر تم کو دے رہا ہوں۔ مہربانی اور فضل قانون کا پابند نہیں ہوتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے جنت عطا فرمادیں اگرچہ قانونًا ہم جہنم کے لائق ہوں، سزا کے لائق ہوں لیکن اے خدا اپنے فضل کے صدقہ میں ہم سب کو بلا استحقاق جنتی ہونا مقدر فرمادے اور بے حساب مغفرت فرمادے۔

بس آج میرا مقصود یہی تھا کہ میں حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بیان القرآن کے حاشیہ کے مسئلۂ سلوک کو قرآن پاک کی دلیل سے ثابت کروں کہ حضرت نے جو کچھ فرمایا کہ اپنے کمالات کو اپنے مجاہدات کا ثمرہ نہ سمجھنا چاہیے اس کی دلیل قرآن پاک سے یہ ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

یَّشَآءُ کہ جو لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور مسلمانوں کے سامنے پستی وخاکساری اختیار کرتے ہیں اور کافروں کے اوپر سخت ہیں اور میری راہ میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور سارے جہان کی ملامتوں سے نہیں ڈرتے یہ ان کا ذاتی کمال نہیں ہے بلکہ میرا کرم، میری مہربانی، میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔

اسمائے حسنیٰ واسع اور علیم کا ربط

یہاں یہ دو اسم واسع اور علیم کیوں نازل فرمائے، علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ واسع کے معنی ہیں کثیر الفضل۔ واسع اس لیے نازل کیا کہ کہیں میرے بندے یہ نہ سوچیں کہ جب فضل سب پر تقسیم ہو جائے گا تو ہم کو کہاں سے اللہ میاں اتنا فضل دیں گے۔ اسی لیے یہاں واسع نازل فرمایا کہ میرا فضل تھوڑا سا نہیں ہے، میں کثیر الفضل ہوں۔ میرے پاس فضل کا اتنا خزانہ ہے کہ لَا یَخَافُ نَفَادَ مَا عِنْدَہٗ میں اللہ ہوں اور مجھے اپنے فضل کے ختم ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں۔ یہ عبارت روح المعانی کی ہے۔ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ کی تفسیر کی اَیْ کَثِیْرُ الْفَضْلِ لَا یَخَافُ نَفَادَ مَا عِنْدَہٗ مِنَ الْفَضْلِ اللہ تعالیٰ کے پاس اتنا فضل ہے کہ اللہ کبھی اپنے فضل کے ختم ہونے کا اندیشہ نہیں کرتا، غیر محدود فضل ہے کہ اگر ساری کائنات پر تقسیم کر دے تو بھی کمی نہیں ہوگی۔

اور علیم کے معنی کیا ہیں اَیْ عَلِیْمٌ بِاَھْلِہٖ وَمَحَلِّہٖ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میرے فضل کے کون لوگ اہل ہیں اور کس محل میں مجھ کو اپنا فضل کرنا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل کا اہل بھی بنا دے اور محل بھی بنا دے۔ جب وہ فضل کرتا

ہے تو خود ہی سب کچھ بتا دیتا ہے ؎

حُسن کا انتظام ہوتا ہے

عِشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

آخری آیت وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ کی تشریح کے لیے کہ اللہ کے فضل کا کون اہل اور محل ہے مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر سُن لیجیے سب مطلب سمجھ میں آجائے گا۔ وہ کیا شعر ہے ؎

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں

گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

بس اب دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اے خدا ہم سب کو صحتِ جسمانی بھی دے دے اور صحتِ روحانی بھی دے دے۔ اے خدا ہم سب کو ہمارے احباب حاضرین و غائبین کو، بچوں کو خواتین کو، ہم اور ہمارے گھر والوں کو آپ سب کو اور آپ کے گھر والوں کو سلامتیٔ اعضا اور سلامتیٔ ایمان کے ساتھ حیات نصیب فرما اور سلامتیٔ اعضا اور سلامتیٔ ایمان کے ساتھ دنیا سے اُٹھا اور یہ دُعا ہم سب کے لیے اور سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے قبول فرما اور اختر کو اور ہم سب کو عافیت دارین نصیب فرما اور ہر مومن کو عافیت دارین نصیب فرما۔ اور ہماری جائز حاجتیں اے اللہ جلد سے جلد پوری فرما دے!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ